(ٹائیٹل بار اوّل)

اے خدا اے چشمۂ نورِ ہُدیٰ
از کرم ہا چشم ایں اُمّت کشا
یک نظر کن سوئے ایں رازِ نہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں

الحمد للہ والمنّۃ
کہ یہ رسالہ جس کا نام

# رازِ حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح اور سچے سوانح ظاہر کرتا ہے اور ہمارے مباہلہ کے متعلق
کئی نصیحتیں کر کے اصل غرض مباہلہ بتلاتا ہے

اور بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع چھپا ہے اور بتاریخ
۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
شائع ہوا

اعلان۔ دسمبر کی تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادم عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا۔ اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے۔ ہمارے سب دوست مطلع رہیں۔ والسلام۔ المعلن مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

# "مبادا دل آں فرومایہ شاد
# کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد"

میں اپنی جماعت کیلئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اِس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند الفاظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سُن رہے ہیں مگر چاہیئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے۔ مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لئے میں نہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی

اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا انکو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتح یاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُن کو ہلاک کرے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو مع اس کے تمام لشکر کے ہلاک کیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ ان کو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُن کی پاک رُوح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگاویں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دُور جا پڑتا ہے۔ اور راندۂ درگاہِ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا۔ تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے۔ کیونکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان و دل بیزار اور خدا اُس سے بیزار ہے۔ لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اس کو ایک سو بیس[*] برس تک زندہ رکھ کر تمام دشمن یہودیوں کو اُس کے

[*] حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی تھی

سامنے ہلاک کیا - ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سُنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذار کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سری نگر خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے - آپ کی قبر بہت مشہور ہے - یُزار و یُتبرّک بہ -

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمانؐ کو جو سید المتقین تھے انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا - گو اوائل میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہؤا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی - سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا - جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہاء تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل ہوتی ہے - اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں - دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد

---

لیکن تمام یہود ، نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اسوقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی - اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گذاری تھی - احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سیاح تھے - پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی - حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں - ماسوا اس کے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسےٰ کو دوسرے

صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور اُن دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہوگئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا۔ اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اُس کی جماعت ہو جن کو اُس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُس کے لب جھوٹ سے اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اِس خصلت سے غضب میں لاؤگے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ

بقیہ حاشیہ

آسمان پر پہنچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے اس فعل سے یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا اور نہ آج تک اُترتے دیکھا۔ پھر وہ اس مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں ماسوا اس کے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حملہ کے وقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگجو اور کینہ ور تھے صرف اسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظمہ سے تین میل زیادہ نہ تھی۔ تو کیا نعوذ باللہ خدا تعالےٰ کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہنچانے کے اُس کے دل میں

خدا تم سے راضی ہو۔ حالانکہ تمہارے دل میں اُس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ
میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی
دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور
یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے
وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔ تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں
شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے
ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے۔ وہ
خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کیلئے ظاہر کی جاتی ہے جو
حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُن کو بُرا
کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجّال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا
جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کیلئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ
کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے
تب یکدفعہ اُن کا دل دُکھتا اور اُن کا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ

بقیہ حاشیہ

یہودیوں کی دست درازی کا کھٹکا دُور نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں
بنایا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلائل سے جھوٹا ثابت ہوتا
ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کیلئے مرہم عیسےٰ ایک
علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اس لئے
واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں۔ اور میرے والد صاحب
مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب
تھے جنہوں نے قریباً ساٹھ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے اور جہاں تک

پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں۔ اور ان کی دردمند دعاؤں کا آسمان پر ایک صعب ناک شور پڑتا ہے۔ اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بہ تہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں۔ اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اسجگہ یہ بھی لکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے۔ وہ خدا کے باتوں کی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے لکھا گیا تھا۔ یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہو گئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اس کو ذلیل

---

بقیہ حاشیہ

ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبی کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اور میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ اس لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جن میں مرہم عیسےٰ کا ذکر ہے۔ اور ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰؑ کے لئے بنائی گئی تھی۔ ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی۔ سو یہ ایک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے رہائی پائی تھی۔ اگر انجیل والوں نے اس کے

اور رسوا کرے گا۔ اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے قائم کیا تھا اور چاہیئے تھا کہ یہ لوگ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد چُپ ہو جاتے اور ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے ۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ر نومبر ۱۸۹۹ء میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنی اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بھی بجز لعنت اللّٰہ علی الکاذبین کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سُنتا۔ اُس کے دل پر خدا کی مہر لگ جاتی ہے۔ اُس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی شرطی تھی اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں میعاد کے اندر مرنے سے بچ جائے گا۔ اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اس کا دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اُس کے دل میں بیٹھ گئی۔ اور یہ کچھ بعید

بقیہ حاشیہ

برخلاف لکھا ہے تو اُن کی گواہی ایک ذرّہ اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ اوّل تو وہ لوگ واقعۂ صلیب کے وقت حاضر نہیں تھے اور اپنے آقا سے طرز بے وفائی اختیار کر کے سب کے سب بھاگ گئے تھے اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے یہاں تک کہ برنباس کی انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ان ہی انجیلوں میں جو بہت معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعۂ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے۔

نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا۔ اسلامی چاشنی رکھتا تھا اسی وجہ سے اُس کو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا۔ اور میری نسبت وہ ابتداء سے نیک ظن رکھتا تھا۔ لہٰذا اس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جب کہ اُس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ ان کاموں کیلئے آمادہ نہ ہوا تو کیا اس کی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اُس سے یہ نتیجہ نکلے کہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑی شدومد سے کی گئی تھی۔ جس کے سُننے سے اُسی وقت اُس کا رنگ زرد ہوگیا تھا۔ جس کے ساتھ درصورت نہ پورے ہونے کے مَیں نے اپنے سزایاب ہونیکا وعدہ کیا تھا۔ پس اس کا رُعب ایسے دلوں پر جو سچائی سے بے بہرہ ہیں کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جبکہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیّر کو ظاہر کر دیا۔ اور پھر بعد میعاد قسم نہ کھانے اور نالش نہ کرنے سے اُس تغیّر کی حالت کو اَور بھی یقین تک پہنچا یا اور پھر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو

بقیہ حاشیہ:

اور اپنے زخم اُن کا دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت زخم موجود تھے جن کے لئے مرہم طیار کرنے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ اور انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز اُسی گرد و نواح میں بطور مخفی رہے۔ اور جب مرہم کے استعمال سے بکلی شفا پائی تب آپنے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں اُن کو

اس یقین سے نہیں بھرتے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر زندہ رہا اور پھر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفاء شہادت کی وجہ سے مر گیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم

بقیہ حاشیہ

اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انکو اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ مگر مجروح ہونے کی حالت میں رہائی پائی بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے لیکن یہ قابل شرم بات ہے کہ ان کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جن میں یہ نسخہ مرہم عیسیٰ موجود ہے۔ اگر وہ طالب حق ہیں تو ہمارے پاس آ کر ان کتابوں کو دیکھ لیں۔ اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی ان عقائد کو رد کرتی ہے اور تمام عمارت کفارہ و تثلیث وغیرہ کی یکدفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھیرے۔ اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے ان کو ہدایت کی۔ اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا۔ اور محلہ خان یار میں مدفون ہوئے۔ اور عوام کی غلط بیانی سے **یوز آسف نبی**+ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل بڑی کوشش سے لنڈن سے ملی ہے۔ ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لنڈن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہ سے میسر آ گئی۔

+ نوٹ :۔ ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہ بات پیش کی ہے کہ شاید یوز آسف سے زوجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا۔ مگر اس جاہل کو یہ خیال نہیں آیا کہ زوجہ آصف نبی نہیں تھی اور اس کو شہزادہ نہیں کہہ سکتے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دونوں مذکر نام ہیں۔ مؤنث کے لئے اگر وہ یہ صفات بھی رکھتی ہو نبیہ اور شہزادی کہا جائے گا۔ نہ نبی اور شہزادہ۔ اس سادہ لوح نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ انیس سو کی مدت حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے ہی مطابق آتی ہے۔ سلیمان تو حضرت عیسیٰ سے کئی سو برس پہلے تھا۔ ماسوا اس اس نبی کی قبر کو جو سری نگر میں واقع ہے بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہمارے مخلص مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے جب سری نگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسیٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جواب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ

خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسان سے دریافت کرلے۔ اب اس کے بعد انکار بے حیائی ہے۔ منہ

کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مرچکا۔ مگر جس شخص کے ساتھ اُس نے

یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پُرانی کتاب کا گویا ایک حصّہ ہے۔ بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے۔ اور بدھ مذہب کی کتابوں میں جو اُنکے ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا گیا ہے اُس کا وہ سبب نہیں جو لانیے بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ انہوں نے گوتم بدھ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی۔ ایسا کہنا ایک شرارت ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اسکے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا اور جس طرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنی جبکہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کے وقت یعنی قتل کے ارادہ کے وقت ہجرت فرمائی۔ اور چونکہ بنی اسرائیل بخت النصر کے حادثہ میں متفرق ہو کر بلادِ ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے آئے تھے اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے اِن ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا۔ اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض یہودی اِس ملک میں آکر اپنی قدیم عادت کے موافق بدھ مذہب میں بھی داخل ہوگئے تھے۔ چنانچہ حال میں جو ایک مضمون سول ملٹری گزٹ پرچہ تاریخ ۲۳ر نومبر ۱۸۹۸ء میں چھپا ہے اُس میں ایک محقق انگریز نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے اور اس بات کو بھی مان لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہودیوں کی اس ملک میں آئی تھیں اور اس ملک میں سکونت پذیر ہوگئی تھیں اور اُسی پرچہ سول میں لکھا ہے کہ "دراصل افغان بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔" غرض جبکہ بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہوگئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آکر بدھ مذہب کی رد کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے

ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو اب تک زندہ موجود ہے جواب یہ مضمون لکھ رہا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سوانح بدھ مذہب میں لکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس ملک میں بدھ مذہب کا بہت زور تھا اور بید کا مذہب مرچکا تھا اور بدھ مذہب بید کا انکار کرتا تھا۔*

خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسٰی علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں اُن کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے۔ اور جو مزار حضرت عیسٰی علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریبًا انیس سو برس سے ہے۔ یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے۔ غالبًا اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہونگے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کیلئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ تیار ہو رہا ہے جس کے پیشرو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نورالدین صاحب سلمہ ربہ قرار پاتے ہیں۔ یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کیلئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہو گا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں۔ کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے۔ لیکن بہر حال کشمیر میں جانا اور پھر تبت میں جاکر بدھ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہو گا۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے۔ جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کی جاتی ہے کہ بہر حال اللہ تعالیٰ اس کو انجام دے دیگا۔ ہر ایک دانش مند سمجھ سکتا ہے

* صرف یہی بات نہیں کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا تذکرہ ہے بلکہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پرانی تحریروں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ منہ

اے حیا و شرم سے دُور رہنے والو! ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا۔

کہ یہ ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس سے یکدفعہ عیسائی مذہب کا تانا بانا ٹوٹتا ہے اور انیس سو برس کا منصوبہ یکدفعہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اطمینان ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے اور اس کے بارے میں ایسے زبردست ثبوت مل گئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالف کے منصوبہ سے چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بیہودہ اور غلط عقائد کی اسی زمانہ تک عمر تھی۔ ہمارے سیّد و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجّال کو قتل کریگا اس حدیث کے اب یہ معنے کھلے ہیں کہ اُس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات پیدا کر دیگا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائیں گے مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اُس وقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسرِ صلیب کیلئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائینگی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صدہا طبّی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائیگا اس بات کی کس کو خبر تھی کہ بدھ مذہب کی پُرانی کتابوں سے یہ ثبوت مل جائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلادِ شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے✤ یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر ہے۔ کیا انسان کی طاقت میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا۔ اب یہ واقعات اس طرح سے عیسائی مذہب کو مٹاتے ہیں جیسا کہ دن چڑھ جانے سے رات مٹ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اُس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا۔ شہتیر ٹوٹا اور چھت گری۔ پس اسی طرح اس واقعہ کے ثبوت

✤ نوٹ:۔ حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پُرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شہزادہ بھی تھا۔ اور کشمیر میں اُس نے انتقال کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے گذرا ہے۔ منہ

میں نے تو اُسکی زندگی میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا ورنہ میں آتھم کی موت کو دیکھونگا سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تھا اور عرصہ تیس برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ تیس برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا۔ پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ اُنہی دنوں میں جبکہ اُس نے عیسائیوں کی دلجوئی کیلئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کے موافق فوت ہوگیا خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالیٰ کی نظر میں ظلم صریح تھا اِس لئے اُس نے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا

بقیہ حاشیہ

سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اپنی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنے اس آیت کے ثابت ہوئے کہ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شُبّہ لھم[۱] یعنی قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور مسیح خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق صلیب سے بچ کر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکھا جائے تو انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ کیا مسیح کی تمام رات کی دردمندانہ دُعا ردّ ہو سکتی تھی۔ کیا مسیح کا یہ کہنا کہ میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہونگا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن مرا رہا تھا۔ کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہ منشا معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچالے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اُتارے جانا اور رسم قدیم کے موافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑے جانا اور خون کا نکلنا کیا یہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور دُعا کرنے کے ساتھ ہی یہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے بھلا مقبولوں کی ایسی دُعا جو تمام رات رو رو کر کی گئی کب ردّ ہو سکتی تھی۔ پھر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکھلانا کس قدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو بھلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں آکر مل جائے جیسا کہ حواریوں کو ملا تھا۔ غرض ہر ایک پہلو ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی اور وہ اس ملک ہند میں آئے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آگئے تھے۔ جو آخر کار مسلمان ہوگئے۔ اور پھر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے اُن میں کئی بادشاہ بھی ہوئے۔ اور یہ ایک دلیل صدق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کیونکہ



[۱] النساء : ۱۵۸

کرنے سے یعنی پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہ پیشگوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تھی کہ اس میں قبل از وقت یعنی پانچ برس پہلے بتایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مریگا۔ لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں اس پیشگوئی کو بھی قبول نہ کیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے مگر یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔ اب یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء آخری فیصلہ ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں کذابوں دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہ معاملہ آسمان پر ہے، زمین پر چلانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اس کے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہو گا کہ اس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

**المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان** ۲۰ نومبر ۱۸۹۸ء

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۰

توریت میں وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کے پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائیں گے۔ غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے۔ اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں۔ اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔ کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے یہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے۔

اے عزیزو! اب عیسائی مذہب کو چھوڑو کہ خدا نے **حقیقت کو دکھا دیا**۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ۔ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ یہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کی گئی ہے۔ منہ

# خط مولوی عبداللہ صاحب باشندہ کشمیر

## فائدہ عام کے لئے معہ نقشہ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اشتہار میں شائع کیا جاتا ہے

از جانب خاکسار عبداللہ بخدمت حضور مسیح موعود السَّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت اقدس! اس خاکسار نے حسب الحکم سرینگر میں عین موقعہ پر پہنچ کر روضہ مزار شریف شہزادہ یوز آسف نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچکر جہاں تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی۔ اور معمّر اور سن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا۔ اور مجاوروں اور گرد وجوار کے لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔

جناب من عند التحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آسف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے اور مسلمانوں کے محلّہ میں یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اُس جگہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً اُنیس ۱۹۰۰ سو برس سے یہ مزار ہے۔ اور مسلمان بہت عزّت اور تعظیم کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اور عام خیال ہے کہ اس مزار میں ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے جو کشمیر میں کسی اور ملک سے لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو برس پہلے گذرا ہے۔ یہ اب تک نہیں کھلا کہ اس ملک میں کیوں آیا۔ مگر یہ واقعات بہرحال ثابت ہو چکے ہیں ☆

☆ حاشیۃ المسیح: وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں۔ اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بننا نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ جب کہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیزس بنا لیا ہے تو یوز آسف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا۔ صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں تشریف لائے اس کا سبب ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپ کی تبلیغ کو قبول نہ کیا اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور نیز دعا کو قبول کرکے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دیدی۔ اور جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے حضرت مسیح کے دل میں تھا کہ اُن یہودیوں کو بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں کہ جو بخت النصر کی غارت گری کے زمانہ میں ہندوستان کے

اور تواتر شہادت سے کمال درجہ کے یقین تک پہنچ چکے ہیں کہ یہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانوں نے یوز آسف رکھ لیا ہے یہ نبی ہیں اور نیز شہزادہ ہیں۔ اس ملک میں کوئی ہندوؤں کا لقب ان کا مشہور نہیں ہے جیسے راجہ یا اوتار یا رکھی و منی و سِدّہ وغیرہ بلکہ بالاتفاق سب نبی کہتے ہیں اور نبی کا لفظ اہلِ اسلام اور اسرائیلیوں میں ایک مشترک لفظ ہے۔ اور جبکہ اسلام میں کوئی نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آیا اور نہ آسکتا تھا اس لئے کشمیر کے عام مسلمان بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ یہ نبی اسلام کے پہلے کا ہے۔ ہاں اس نتیجہ تک وہ اب تک نہیں پہنچے کہ جبکہ نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا یعنی مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا تو بالضرور یہی متعیّن ہوا کہ وہ اسرائیلی نبی ہے کیونکہ کسی تیسری زبان نے کبھی اس لفظ کا استعمال نہیں کیا۔ بلاشبہ اس اشتراک کا صرف دو زبانوں اور دو قوموں میں تخصیص ہونا لازمی ہے۔* مگر بوجہ ختمِ نبوت اسلامی قوم اس سے باہر نکل گئی۔ لہذا صفائی سے یہ بات طے ہو گئی کہ یہ نبی اسرائیلی نبی ہے۔ پھر اس کے بعد تواتر تاریخی سے یہ ثابت ہو جانا کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے پہلی دلیل پر اور بھی یقین کا رنگ چڑھاتا ہے اور زیرک دلوں کو زور کے ساتھ اس طرف لے آتا ہے کہ یہ نبی

بقیہ حاشیہ: ملکوں میں آ گئے تھے۔ سو اسی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک میں تشریف لائے۔
ڈاکٹر برنیر صاحب فرانسیسی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ کئی انگریز محققوں نے اس رائے کو بڑے زور کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ کشمیر کے مسلمان باشندے دراصل اسرائیلی ہیں جو تفرقہ کے وقتوں میں اس ملک میں آئے تھے۔ اور ان کے کتابی چہرے اور لمبے کرتے اور بعض رسوم اس بات

* نوٹ:- نبی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا یعنی ایک تو عبرانی میں یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسری عربی میں۔ اس کے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ لہذا یہ لفظ جو یوز آسف پر بولا گیا کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص یا اسرائیلی نبی ہے یا اسلامی نبی۔ مگر ختمِ نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آ سکتا لہذا متعیّن ہوا کہ یہ اسرائیلی نبی ہے۔ اب جو مدت بتلائی گئی ہے اس پر غور کر کے قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور وہی شہزادہ کے نام سے پکارے گئے ہیں۔ منہ

حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ کوئی دوسرا نہیں۔ کیونکہ وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرے ہیں۔ پھر بعد اس کے اس متواتر خبر پر غور کرنے سے کہ وہ نبی شہزادہ بھی کہلاتا ہے یہ ثبوت نور علیٰ نور ہو جاتا ہے کیونکہ اس مدت میں بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبھی مشہور نہیں ہوا۔ پھر یوز آسف کا نام جو یسوع کے لفظ سے بہت ملتا ہے ان تمام یقینی باتوں کو اور بھی قوت بخشتا ہے۔ پھر موقعہ پر پہنچنے سے ایک اور دلیل معلوم ہوئی ہے جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے اس نبی کی مزار جنوباً و شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں اور یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے اور ایک اور تائیدی ثبوت ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ ہی کچھ تھوڑے فاصلے پر ایک پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہے۔ اس نام سے بھی پتہ ملتا ہے کہ کوئی اسرائیلی نبی اسجگہ آیا تھا۔+ یہ نہایت درجہ کی جہالت ہے کہ اس شہزادہ نبی کو ہندو قرار دیا جائے۔ اور یہ ایسی غلطی ہے کہ ان روشن ثبوتوں کے سامنے رکھکر اس کے ردّ کی بھی حاجت نہیں سنسکرت میں کہیں نبی کا لفظ نہیں آیا بلکہ یہ لفظ عبرانی اور عربی سے خاص ہے اور دفن کرنا ہندوؤں کا طریق نہیں اور ہندو لوگ تو اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں۔ لہذا قبر کی صورت بھی قطعی یقین دلاتی ہے کہ یہ نبی اسرائیلی ہے۔ قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت

گواہ ہیں پس نہایت قرین قیاس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر اس ملک میں تبلیغ قوم کیلئے آئے ہونگے۔ حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جس کو لنڈن سے میں نے منگوایا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے اور جو بعض مصنفوں نے واقعات یوز آسف نبی کے لکھے ہیں جن کے یورپ کے ملکوں میں بھی ترجمے پھیل گئے ہیں ان کو پادری لوگ بھی پڑھ کر سخت حیران ہیں کیونکہ وہ تعلیمیں انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت ملتی ہیں بلکہ اکثر عبارتوں میں توارد معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی متی انجیل کا انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت توارد ہے۔ پس یہ ثبوت ایسے نہیں ہیں کہ

+ یہ ضرور نہیں کہ سلیمان سے مراد سلیمان پیغمبر ہوں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسرائیلی امیر ہوگا جس کے نام سے یہ پہاڑ مشہور ہو گیا۔ اس امیر کا نام سلیمان ہو گا۔ یہ یہودیوں کی اب تک عادت ہے کہ نبیوں کے نام پر اب تک نام رکھ لیتے ہیں۔ بہر حال اس نام سے بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہود کے فرقہ کی کشمیر میں گذر ہوئی ہے جن کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا کشمیر میں آنا ضروری تھا۔ منہ

عمدہ خوشبو آتی رہی، یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے، اور قبر کے اندر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس سے یقین کیا جاتا ہے کہ کسی بڑے مقصود کیلئے یہ سوراخ رکھی گئی ہے غالباً کتبہ کے طور پر اس میں بعض چیزیں مدفون ہونگی۔ عوام کہتے ہیں کہ اس میں کوئی خزانہ ہے مگر یہ خیال قابلِ اعتبار معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں چونکہ قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکھنا کسی ملک میں رواج نہیں۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی عظیم الشان بھید ہے اور صدہا سال برابر یہ سوراخ چلے آنا یہ اور بھی عجیب بات ہے۔ اس شہر کے شیعہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ کسی نبی کی قبر ہے جو کسی ملک سے بطور سیاحت آیا تھا اور شہزادہ کے لقب سے موسوم تھا۔ شیعوں نے مجھے ایک کتاب بھی دکھلائی جس کا نام عین الحیات ہے۔ اس کتاب میں بہت سا قصہ صفحہ ۱۱۹ ابن بابویہ اور کتاب اکمال الدین اور اتمام النعمت کے حوالہ سے لکھا ہے لیکن وہ تمام بیہودہ اور لغو قصے ہیں۔ صرف اس کتاب میں اسقدر سچ بات ہے کہ صاحب کتاب قبول کرتا ہے کہ یہ نبی سیاح تھا اور شہزادہ تھا جو کشمیر میں آیا تھا۔ اور اس شہزادہ نبی کے مزار کا پتہ یہ ہے کہ جب جامع مسجد سے روضہ بل کی طرف جاویں تو کوچہ میں آویں تو یہ مزار شریف آگے ملیگی۔ اس مقبرہ کے بائیں طرف کی دیوار کے پیچھے ایک کوچہ ہے، اور داہنی طرف ایک پرانی مسجد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تبرک کے طور پر کسی پرانے زمانہ میں اس مزار شریف کے قریب مسجد بنائی گئی ہے اور اس مسجد کے ساتھ مسلمانوں کے مکانات ہیں کسی دوسری قوم کا نام و نشان نہیں اور اس نبی اللہ کی قبر کے نزدیک داہنے گوشہ میں ایک پتھر رکھا ہے جس پر انسان کے پاؤں کا نقش ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قدم رسول کا ہے۔ غالباً اس شہزادہ نبی کا یہ قدم بطور نشان کے باقی ہے۔ دو باتیں اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہیں۔ ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک ہے دوسرے یہ قدم جو پتھر پر کندہ ہے۔ باقی تمام صورت مزار کی نقشہ منسلکہ میں دکھائی گئی ہے۔ فقط

کوئی شخص معاندانہ تحکم سے یکدفعہ ان کو رد کر سکے بلکہ ان میں سچائی کی روشنی نہایت صاف پائی جاتی ہے اور اسقدر قرائن ہیں کہ یکجائی طور پر ان کو دیکھنا اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ یہ بے بنیاد قصہ نہیں ہے۔ یوز آسف کا نام عبرانی سے مشابہ ہونا اور یوز آسف کا نام نبی مشہور ہونا جو ایسا لفظ ہے کہ صرف اسرائیلی اور اسلامی انبیاء پر بولا گیا ہے اور پھر اس نبی کے ساتھ شہزادہ کا لفظ ہونا اور پھر اس نبی کی صفات حضرت مسیح علیہ السلام سے بالکل مطابق ہونا اور اس کی تعلیم انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بالکل ہمرنگ ہونا اور پھر مسلمانوں کے محلہ میں اس کا مدفون ہونا اور پھر انیس سو سال تک اس کے مزار کی مدت بیان کئے جانا اور پھر اس زمانہ میں ایک انگریز کے ذریعہ سے بھی انجیل برآمد ہونا اور اس انجیل سے صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت ہونا یہ تمام ایسے امور ہیں کہ انکو یکجائی طور پر دیکھنے سے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بلا شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے اور اسی جگہ فوت ہوئے اور اس کے سوا اور بھی بہت سے دلائل ہیں کہ ہم انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں لکھیں گے۔ منہ المشتہر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں ان کا مزار ہے اور بموجب شہادت
کشمیر کے معمّر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے ۔
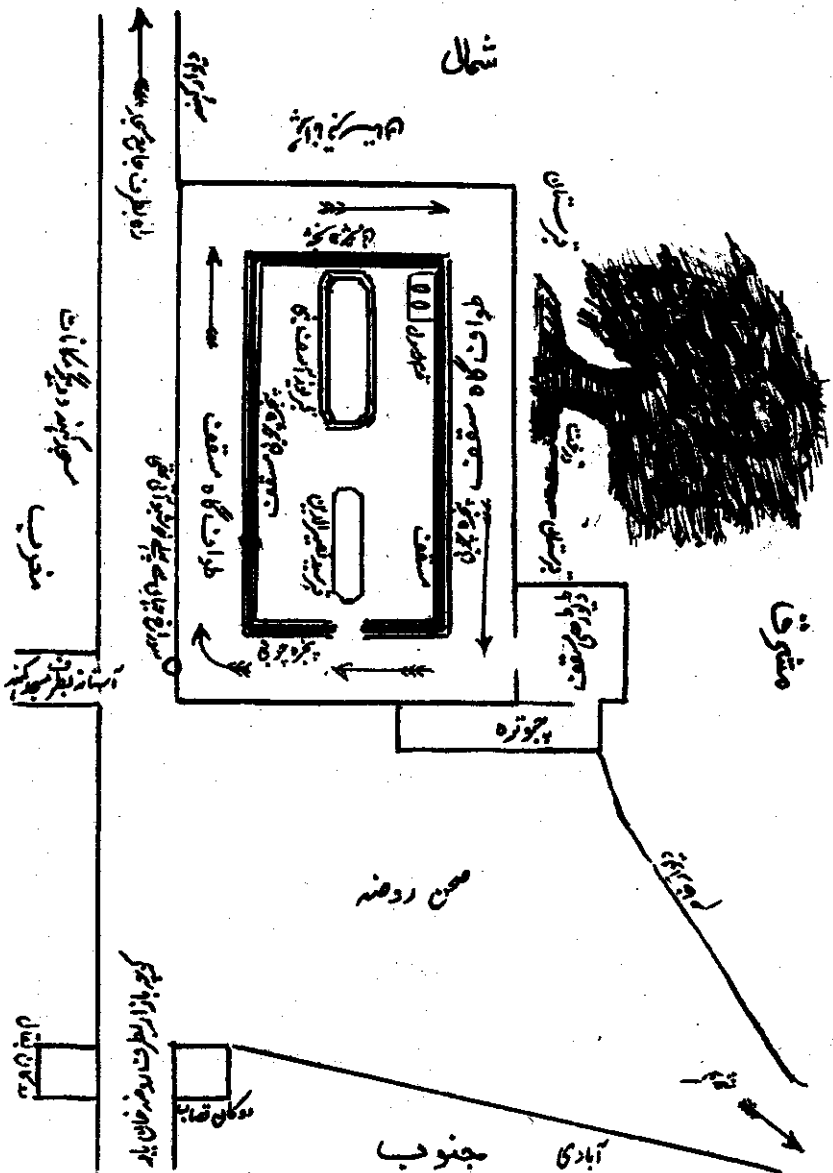
# خاتمہ کتاب

خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے مخالفوں کو ذلیل کرنے کیلئے اور اس راقم کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جو سرینگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے، وہ درحقیقت بلا شک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ مرہم عیسیٰ جس پر طب کی ہزار کتاب بلکہ اس سے زیادہ گواہی دے رہی ہے اس بات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ "یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کیلئے بنائی جاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار ہوئی تھی یعنی اُن زخموں کیلئے جو آپکے ہاتھوں اور پیروں پر تھے۔" اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبّی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی، یہودی اور مجوسی بھی ہیں جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قرابادین تھی اور واقعہ صلیب سے دو سو برس گذرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شائع ہو چکی تھیں پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اوّل خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرہم عیسیٰ نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔ پھر بعد اس کے وہ انجیل جو حال میں تبّت سے دستیاب ہوئی اُس نے صاف گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ ضرور ہندوستان کے ملک میں آئے ہیں۔ اس کے بعد اور بہت سی کتابوں سے اس واقعہ کا پتہ لگا اور تاریخ کشمیر اعظمی جو قریباً دو سو برس کی تصنیف ہے اس کے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ "سیّد نصیر الدین کے مزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے۔" اور پھر یہی مورخ اسی صفحہ میں لکھتا ہے کہ "ایک شہزادہ کشمیر میں کسی اور ملک سے آیا تھا اور زہد اور تقویٰ اور ریاضت اور عبادت میں وہ کامل درجہ پر تھا وہی خدا کی طرف سے نبی ہوا۔ اور کشمیر میں آکر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آسف ہے اور اکثر صاحب کشف خصوصاً ملّا عنایت اللہ جو راقم کا مرشد ہے فرما گئے ہیں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہے ہیں۔" یہ عبارت تاریخ اعظمی کی فارسی میں ہے، جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور مجلہ انگلو اورینٹل کالج میگزین ستمبر ۱۸۹۶ء اور اکتوبر ۱۸۹۶ء میں بہ تقریب ریویو کتاب شہزادہ یوز آسف جو مرزا صفدر علی صاحب سرجن فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ "یوز آسف کے مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یورپ میں شہرۂ آفاق ہو چکا ہے، پادریوں نے کچھ آمیزی کر دی ہے، یعنی یوز آسف کے سوانح میں جو حضرت مسیح کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہے شاید یہ تحریریں پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں۔" لیکن یہ خیال سراسر سادہ لوحی کی بنا پر ہے بلکہ پادریوں کو اُس وقت یوز آسف کے سوانح ملے ہیں جبکہ اس سے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں مشہور ہو چکے تھے اور اس ملک کی پُرانی کتابوں میں اُن کا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں پھر پادریوں کو تحریف کیلئے کیا گنجائش تھی۔ ہاں پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت مسیح کے حواری اس ملک میں آئے ہونگے اور یہ تحریریں یوز آسف کے سوانح میں اُن کی ہیں یہ سراسر غلط خیال ہے بلکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آسف حضرت یسوع کا نام ہے جس میں زبان کے پھیر کی وجہ سے کسی قدر تغیر ہو گیا ہے۔ اب بھی بعض کشمیری بجائے یوز آسف کے عیسیٰ صاحب ہی کہتے ہیں جیسا کہ لکھا گیا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

## حاشیہ متعلقہ صفحہ اوّل اشتہار

مورخہ ۳۰ / نومبر ۱۸۹۸ء

### فوری ذلّت

ذلّتِ صادق مجو اے بے تمیز ÷ زیں رہے ہرگز نخواہی شد عزیز

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار یہی کہتے رہے کہ ہم صادق اور کاذب کے پرکھنے کیلئے مباہلہ چاہتے ہیں اور مذہب اسلام میں مباہلہ مسنون بھی ہے لیکن ساتھ اس کے یہ بھی درخواست ہے کہ اگر ہم کاذب ٹھیریں تو فوری عذاب ہم پر نازل ہو۔" اس کے جواب میں میں نے اشتہار ۲۱ / نومبر ۱۸۹۸ء میں مفصل لکھدیا ہے کہ مباہلہ میں فوراً عذاب نازل ہونا بالکل خلاف سنت ہے۔ احادیث میں اب تک لما حال الحول کا لفظ موجود ہے جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مباہلہ کو ترک کیا اور اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو ابھی ایک سال گذرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک کئے جاتے۔ سو اس حدیث سے مباہلہ کیلئے ایک سال تک کی شرط جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے نکلی ہے اور مسلمانوں کے لئے قیامت تک یہی طریق مسنون ہے کہ حدیث کے لفظ کی رعایت کرکے مباہلہ کی مدت کو ایک سال سے کم نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مردانِ خدا اور عارفانِ حق جو زمین پر حجّت اللہ ہیں وہ ہمیشہ کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہو کر اس معجزہ کے بھی وارث ہیں کہ اگر کوئی عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے✝ یا کوئی اور مشرک جو کسی اور انسان کو خدا خیال کرتا ہے اُن سے اس امر میں مباہلہ کرے تو خدا تعالیٰ اس مدت* میں جو الہامی تصریح سے ملہم کو معلوم ہو شخص مقابل کو اپنے غلبہ اور حق کی شہادت کے لئے کوئی آسمانی نشان دکھائیگا اور یہ اسلام کی سچائی کیلئے ہمیشہ کے نشانوں میں جن کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کر سکتی۔ غرض ایک برس کی میعاد جو وعید کی پیشگوئیوں میں ایک اقل مدت ہے نصوص صریحہ سے ثابت ہے اور یہ ضد جو فوری عذاب چاہے وہی کریگا جس کو علم حدیث سے سخت ناواقفی ہے۔ ایسا شخص مولویت کی شان کو داغ لگاتا ہے۔ مَیں نے تو بٹالوی صاحب کے سمجھانے کیلئے یہ بھی لکھدیا تھا کہ مباہلہ

* مدت سے مراد ہے

---

✝ انجیل سے ثابت ہے کہ نشان دکھلانے کی برکت حضرت مسیح کے زمانہ میں عیسائی مذہب میں پائی جاتی تھی بلکہ نشان دکھلانا سچے عیسائی کی نشانی تھی لیکن جب کہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنایا اور سچے رسول کی تکذیب کی تب سے یہ تمام برکتیں ان سے جاتی رہیں اور دوسرے مُردہ مذہبوں کی طرح یہ مذہب بھی مُردہ ہو گیا۔ اسی وجہ سے ہمارے مقابلہ پر کوئی عیسائی آسمانی نشان دکھلانے کیلئے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ منہ

میں صرف ایک طرف سے بد دُعا نہیں ہوتی بلکہ دونوں طرف سے بد دُعا ہوتی ہے پس اگر ایک فریق مومن اور مسلمان کہلاتا ہے اور دوسرے فریق کو کافر اور دجّال اور بے دین اور لعنتی اور مرتد کہکر اسلام سے خارج کرتا ہے جیسا کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہے تو اس کو کس نے منع کیا ہے کہ وہ فوری عذاب کے لئے بد دُعا کرے۔ مگر ملہم اُس کی مرضی کا تابع نہیں ہو سکتا ملہم تو خدا تعالیٰ کے الہام کی تابع داری کریگا لیکن ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کا ہمارا اشتہار جو مباہلہ کے رنگ میں شیخ محمد حسین اور اُس کے دو ہمراز رفیقوں کے مقابل پر نکلا ہے وہ صرف ایک دُعا ہے جس کا صرف مطلب یہ ہے کہ جھوٹے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلّت پہنچے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹا مارا جائے یا کسی کوٹھے سے گرے۔ چونکہ محمد حسین اور زٹلی اور تبتی نے افتراؤں اور لعنتوں اور گالیوں سے صرف میری ذلّت چاہی ہے اسلئے مَیں نے خدا تعالیٰ سے یہی چاہا ہے کہ اگر درحقیقت میں ذلّت کے لائق اور کاذب اور دجّال اور لعنتی ہوں جیسا کہ محمد حسین نے اس قسم کی گالیوں سے اپنے رسالے بھر دیئے ہیں اور بار بار میرا دل دکھایا ہے تو اور بھی ذلیل کیا جاؤں اور شیخ محمد حسین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عزّت ملے اور بڑے بڑے مراتب پاوے لیکن اگر مَیں کاذب اور دجال اور لعنتی نہیں ہوں تو جنابِ احدیّت میں میری فریاد ہے کہ میرے ذلیل کرنے والے محمد حسین اور زٹلی اور تبتی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلّت پہنچے۔ غرض مَیں خدا تعالیٰ سے ظالم اور کاذب کی ذلّت چاہتا ہوں۔ ہم دونوں میں سے کوئی ہو۔ اور اس پر آمین کرتا ہوں۔ مجھے یہ الہام ہُوا ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم اور کاذب ہے، اس کو خدا ذلیل کریگا اور یہ واقعہ پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک پورا ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اُس کی نظر میں کون ظالم اور کاذب ہے۔ اگر اس عرصے میں میری ذلّت ظاہر ہو گئی تو بلاشبہ میرا کاذب اور ظالم اور دجّال ہونا ثابت ہو جائیگا۔ اور اس طرح پر قوم کا روز کا جھگڑا مٹ جائیگا۔ اور اگر شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی پر آسمان سے کوئی ذلّت آئے تو وہ اس بات پر دلیل قاطعہ ہو گی کہ انہوں نے گالیاں دینے اور دجّال اور لعنتی اور کذّاب کہنے میں میرے پر ظلم کیا ہے لیکن شیخ محمد حسین نے میرے عربی الہام پر اعتراض کرکے جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے یعنی جو فقرہ اتعجب لامری ہے اپنے لئے ذلّت کا دروازہ آپ کھولا ہے گویا اپنے ہاتھ سے فوری ذلّت کی خواہش کو پورا کیا ہے بلکہ فوری ذلّت تو ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء سے پوری ہونی چاہیئے تھی اور انہوں نے اس سے پہلے ہی ایک قابلِ شرم ذلّت اٹھائی ہے جس کو فوری نہیں بلکہ

پیشگی ذلّت کہنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ شیخ مذکور نے الہام موصوف کو دیکھ کر ایک موقعہ میں شیخ غلام مصطفیٰ صاحب کے آگے جو اسی شہر کے باشندے ہیں میرے اس اشتہار کو دیکھ کر یہ اعتراض کیا کہ الہام مندرجہ اشتہار میں جو یہ فقرہ ہے کہ اتعجب لامری اس میں نحوی غلطی ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں ہو سکتا بلکہ اتعجب من امری چاہیئے بیہودہ اعتراض ہے جس سے بلا توقف شیخ کو ذلّت نصیب ہوئی کیونکہ عرب کے نامی شاعروں بلکہ جاہلیت کے جلیل الشان شعراء کے کلام سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عجب کا صلہ لام بھی ہوا کرتا ہے۔ اب بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ شیخ صاحب موصوف نے یہ غلط اعتراض کر کے جو اُن کے کمال درجہ کی بے خبری اور جہالت پر دلالت کرتا ہے اہل علم کے سامنے اپنی نہایت درجہ کی پردہ دری اپنے ہاتھوں سے کرائی ہے اور ہر ایک دشمن اور دوست پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ صرف نام کے مولوی اور علوم عربیہ سے بے بہرہ ہیں اور ایسے شخص کیلئے جو مولوی کہلاتا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی ذلّت نہیں جو وہ درحقیقت مولویت کی صفات سے بے نصیب ہے۔ افسوس اس شخص کو اب تک خبر نہیں کہ اس فعل کا صلہ یعنی عجب کا کبھی من کے لفظ سے آتا ہے اور کبھی لام سے۔ ایک بچہ جس نے ہدایۃ النحو تک پڑھا ہو وہ بھی جانتا ہے کہ نحویوں نے لام کا صلہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ من کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس صلہ کی شہادت میں جو شعر پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی عجبت لمولود لیس له اب ٭ ومن ذی ولد لیس له ابوان۔ شاعر نے اس شعر میں دونوں صلوں کا ذکر کر دیا ہے لام کا بھی اور من کا بھی۔ اور دیوان حماسہ کے صفحہ ۱۹ اور ۲۹ و ۱۱۴ و ۴۷۵ و ۵۱۱ میں جو سرکاری کالجوں میں داخل ہے جس کی فصاحت بلاغت مسلم اور مقبول ہے جعفر بن عُلبہ اور دوسرے شاعروں کی پانچ شعر لکھے گئے ہیں جن میں اُن عرب کے نامی شاعروں نے عجب کا صلہ لام رکھا ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) عجبتُ لمسراها وانّی تخلّصت۔ الیّ وباب السجن دونی مغلق (۲) عجبت لسعی الدھر بینی وبینها۔ فلمّا انقضی ما بیننا سکن الدھر (۳) عجبتُ لبُرئی منك یا عزّ بعدما عمرت زمانا منك غیر صحیح (۴) عجبت لعبدان ھجونی سفاھۃ۔ ان اصطبحوا من شائھم وتقیلوا (۵) عجبًا لاحمد والعجائبُ جُمّۃ۔ انّی یلوم علی الزمان تبذّلی۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ جو حدیث مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۳ میں اسلام کے معنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس کو متفق علیہ بیان کیا گیا ہے اس میں بھی عجب کے لفظ کا صلہ لام کے ساتھ آیا ہے اور حدیث کے لفظ یہ ہیں عجبنا له یسئلہ ویُصدّقہ۔ دیکھو اس جگہ عجبنا کا صلہ من نہیں لکھا بلکہ لام لکھا ہے اور عجبنا منه نہیں کہا

بلکہ عجبنا لہ کہا ہے۔ اب بٹالوی صاحب فرماویں کہ اہل علم کے نزدیک ایک مولوی کہلانے والے کی یہی ذلّت ہے یا اس کا کوئی اَور نام ہے۔ اور یہ بھی فتویٰ دیں کہ اس ذلّت کو فوری ذلّت کہنا چاہیئے یا کوئی اور نام رکھنا چاہیئے۔ شیخ کینہ ور نے اپنے جوشِ کینہ سے جلد تر اپنے تئیں اس شعر کا مصداق بنالیا کہ ؎

مرا خواندی و خود بدام آمدی ٭ نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی

دیکھنا چاہیئے کہ میری ذلّت کی تلاش میں کیسی اپنی ذلّت ظاہر کردی۔ جس شخص کو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کی بھی خبر نہیں اور جو حدیث اسلام شناسی کا مدار ہے اس کے الفاظ بھی معلوم نہیں اور جو امر بخاری اور مسلم میں بتصریح مذکور ہے اس سے اب تک سفید ریش ہونے کی حالت میں بھی ایک ذرّہ اطلاع نہیں کیا ایک منصف انسان ایسے شخص کا نام مولوی رکھ سکتا ہے۔ پس جس شخص کی عربی دانی کا یہ حال ہے اور حدیث دانی کی یہ حقیقت کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث کے الفاظ سے ہی ناآشنائی ہے اُس کا حال بیشک قابلِ رحم ہے اور اُسکی ذلّت پردہ پوشی کی کوششوں سے بالاتر ہے۔ اور اس کی یہ ذلّت بلاشبہ فوری ذلّت ہے جو نشان کے طور پر اس کی درخواست کے موافق ظاہر ہوئی۔ اُس نے اپنے مُنہ سے فوری ذِلّت مانگی خدا نے فوری ذلّت ہی دکھلائی۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ اس الہام کو کسی کی موت یا ٹانگ ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ یہ صرف کاذب کی ذلّت ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ سو قبل اس کے جو خدا تعالیٰ کا کوئی اور بھاری نشان ذلّت ظاہر کرنے کیلئے ہو یہ ذلّت بھی کاذب کیلئے خدا کے ہاتھ کا ایک تازیانہ ہے اور الہام انّی مہین من اراد اھانتک... اور الہام اتعجب لامری میں درحقیقت یہ ایک نکتہ پوشیدہ تھا کہ یہ الہام محمد حسین کیلئے ایک پوشیدہ پیشگوئی تھی جس میں اشارہ کے طور پر یہ بیان تھا کہ محمد حسین فقرہ اتعجب لامری پر اعتراض کریگا اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اے محمد حسین کیا تو لامری کے لفظ پر تعجب کرتا ہے اور میرے اس الہام کو غلط ٹھیراتا ہے اور اس کا صلہ من تبلاتا ہے دیکھ مَیں تیرے پر ثابت کرونگا کہ مَیں عشاق کے ساتھ ہوں اور تیری ذلّت ظاہر کرونگا۔ سو وہی ذلّت ظاہر ہوئی۔ اور اس پر حصر نہیں ہے کیونکہ محمد حسین اور اس کے دوست اس ذلّت کو حلوہ کی طرح ہضم کر جائیں گے یا شیرِ مادر کی طرح پی جائیں گے اس لئے وہ ذلّت جو کاذب اور ظالم کیلئے آسمان پر طیار ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ خدا نے مجھے الہام دیا ہے کہ جزاء سیئۃ بمثلھا۔ پس اگر مَیں ناحق ذلیل کیا گیا ہوں تو خدا کے اُس ذلت دینے والے نشان کا اُمیدوار ہوں جو جھوٹے اور ظالم اور مفتری اور دجّال کے ذلیل کرنے کے بارے میں ہے۔ اور اگر مَیں ہی ایسا ہوں تو مَیں ذلیل ہونگا ورنہ ان دو فریق میں سے جو ظالم اور کاذب ہوگا وہ اس ذلّت کا مزہ چکھیگا۔ علاوہ اس علمی پردہ دری کے محمد حسین اور اس کے گروہ کو ایک اَور بھی فوری ذلّت پیش آئی ہے کہ واقعاتِ صحیحہ یقینیہ سے بپایہ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے اور نہ آسمان پر چڑھے بلکہ یہود کے قتل کے ارادہ سے مخلصی پاکر ہندوستان میں آئے اور آخر ایک سو بیس۱۲۰ برس کی عمر میں سری نگر کشمیر میں فوت ہوئے۔ پس محمد حسین وغیرہ کے لئے یہ ماتم سخت اور ذلّت سخت ہے۔ منہ